امام علی نقیؑ
کے ذاتی خصوصیات

عمادالعلماء علامہ سید علی محمد نقوی صاحب مدظلہ

ولادت: ۵؍رجب ۲۱۴ھ

وفات: ۳؍رجب ۲۵۴ھ

اسلام کا سب سے پہلا مقصد با اعتقاد اور باکمال انسانوں کی پرورش کرنا اور معاشرے کو وحی الٰہی کے اصولوں کے مطابق کمال کی راہ پر گامزن کرنا تھا۔ اسلام کی نظر میں امام ہی وہ شخصیت ہے جس کے ذریعہ انسان راہ کمال کو طے کرسکتے ہیں اور امام ہی معاشرے کا روشن چراغ اور علمی نمونہ ہے وہی ہے جو لوگوں کو زندگی کے طور طریقے سکھاتا ہے اور خود تمام الٰہی اقدار کا مظہر کامل ہے۔

امام کے عظیم مقام ورتبے کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''واذبتلیٰ ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما، قال ومن ذریتی؟ قال لاینال عهدی الظالمین۔'' (بقرہ:۱۲۴)

جب ابراہیمؑ کو خدا نے چند کلمات کے ساتھ آزمایا اور ابراہیمؑ نے وہ امتحان مکمل کرلئے تو خداوند نے ان سے کہا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں اس پر ابراہیمؑ نے کہا کیا میری اولاد میں بھی یہ سلسلہ برقرار رہے گا؟ تو خطاب ہوا میرا عہدہ ظالموں کو نہیں مل سکے گا۔

ایک اور آیت میں خدا کے بندوں کے اوصاف ذکر کرتے ہوئے انھیں بشریت کے لئے نمونۂ عمل قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

''والذین اذا ذکروا بآیات ربهم لم یخروا علیها صما وعمیانا۔ والذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما''

(فرقان:۷۴-۷۳)

وہ لوگ جو خدا کی آیات کو سنتے ہیں اور ان سے کان آنکھ بند نہیں کرلیتے اور وہ جو کہتے ہیں خدایا ہمیں ہماری ازواج اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

اسلام میں امام ورہبر کی سب سے بڑی صفت تقوی وعلم ہے۔ یہ خصوصیات پیغمبروں، صالحین ان کے پیروکاروں اور قرآن کی راہ پر چلنے والوں کے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب ابراہیمؑ مقام امامت پر پہنچتے ہیں تو خداوند سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ عظیم نعمت ان کی اولاد میں بھی برقرار رکھی جائے تو خداوند کی طرف سے جواب

ملتا ہے کہ امامت کا عظیم منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا، چاہے وہ لوگ جو اپنے آپ پر ظلم کریں چاہے وہ جو دوسروں پر ظلم کریں۔

اس آیت میں قرآن نے ہمیں امامت اور معاشرے کے رہبر کی کلی خصوصیات سے مطلع کر دیا ہے۔ وہ امامت جو خداوند نے بشر کے لئے قرار دی ہے اس کے چند خصوصیات یہ ہیں: تقویٰ، علم، صحیح راستے پر لوگوں کی رہنمائی کی طاقت اور کاروان انسانیت کو کامیابی کے ساتھ ہدایت کے ساحل پر پہنچا دینا، آیت کریمہ کے اس حصے ''لم یخروا علیھا صماً وعمیاناً'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول حیات اور ہستی کے بارے میں امام کا علم اور اس کی معرفت عمیق اور گہری ہونی چاہئے اور امام کو احکام خدا اور ان پر عمل کی کیفیت سے مکمل مطلع ہونا چاہئے تا کہ ان کی بنیادوں پر معاشرے کو کمال کی طرف گامزن کر سکے۔

اور ایک دوسری آیت میں آیا ہے:

''افمن یھدی الی الحقّ احق ان یتبع امن لا یھدی؟''

آیا اس کی پیروی کرنا زیادہ مناسب ہے کہ جو راہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے یا اس کی کہ جو خود گمراہ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اطاعت و پیروی اس کی مناسب ہے کہ جس کا اتباع انسان کی سعادت وخوش بختی کا موجب بن سکے۔ اور آیت: ''ربّنا واجعلنا للمتقین اماماً'' سے واضح ہوجاتا ہے کہ خود امام کو بھی متقی و پرہیزگار ہونا چاہئے۔ تا کہ متقی و پرہیزگار لوگ اس کی پیروی کریں۔

اگر چہ رہبری کے لئے صرف پرہیزگاری کافی نہیں ہے۔

پس اسلامی سماج کے رہبر اور ولی امر کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل مظہر ہو احکام الٰہی اور سیاسی قیادت کے امور میں علمی و عملی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس لحاظ سے امام و رہبر کے ذمے کچھ حقوق ہیں جن کا پورا کرنا اس پر ضروری ہے اگر وہ اپنے فرائض کو انجام نہ دے تو اسے لوگوں سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ لوگ بھی اس کے حقوق کو پورا کریں گے پس رہبر میں صرف سیاسی سوجھ بوجھ کا ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اس میں شریعت کے قوانین واصول پر عمل کروانے کی بھی قدرت ہونی چاہئے لہٰذا آیت کریمہ میں ارشاد ہے:

''افمن یھدی الی الحقّ احق ان یتبع امن لا یھدی؟''

علمی ہدایت کا لازمہ یہ ہے کہ امام کی پیروی واطاعت کی جائے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اسلامی حکمرانوں اور اماموں کے لئے علمی و عملی صلاحیت لازمی شرط ہے لہٰذا ہمیں حکم ہوا ہے کہ ائمہ اطہارؑ کے معتقد رہیں اور پرہیزگاروں کے امام اور نیکی وسعادت کے رہنما کے عنوان سے ان کی پیروی کریں۔ یہاں پر آ کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس زندہ جاوید وصیت کی اہمیت ظاہر ہوجاتی ہے:

''انی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا۔''

ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وصیت کی دلیل بھی ذکر فرمائی کہ: ''نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد۔''

ہم اہلبیت کے ساتھ کسی کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ہادیؑ اس مقدس سلسلہ امامت کی ایک کڑی تھے اور علم وتقویٰ وکمال میں سرآمد روزگار اپنے زمانے کی علمی وسیاسی تحریکوں میں سب سے پیش پیش اور ظالم حکمرانوں کے خلاف آہنی دیوار سمجھے جاتے تھے۔

حضرتؑ تمام نیک خصلتوں اور بندگی وعبادت کا نمونہ تھے، مجاہدوں آزادی کے لئے لڑنے والوں اور ظلم پر چپ نہ بیٹھنے والوں کے لئے نمونہ تھے اور علم وعمل کے روشن چراغ تھے۔

جن دانشوروں نے آپ کی سوانح عمریاں لکھیں ہیں انھوں نے امام ہادیؑ کے اخلاقی خصوصیات اور علمی عظمت وفضیلت پر ضرور روشنی ڈالی ہے۔

ابوعبداللہ جنید بیان کرتے ہیں:

خدا کی قسم وہ روئے زمین پر بہترین مرد اور اپنے زمانے کے افضل ترین انسان تھے۔ (الفصول المہمہ ص۲۷۸)

ابن صباغ مالکی امام ہادیؑ کے فضائل ومحاسن کمال الدین ابن طلحہ کی زبان سے نقل کرتے ہیں۔ کمال الدین کہتے ہیں: ''وہ فضائل وکمالات کے آسمان پر سورج کی مانند چمکتے ہیں ان کی مثال صدف میں موجود قیمتی گوہر کی سی ہے۔ کمال الدین کے بقول حضرت تمام اخلاق حسنہ کے حامل تھے اور خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بڑے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ (الفصول المہمہ ص۲۷۹)

امامؑ کے سخت ترین دشمن متوکل عباسی نے جو خط امام کی خدمت میں لکھا، اس میں اس نے صحیح طور پر حضرت کی عظیم شخصیت اور ان کی بلند قدر ومنزلت کا اعتراف کیا وہ حضرت کی ان خصوصیات کو نہ چھپا سکا۔ جب مدینہ میں متوکل کے گورنر عبداللہ ابن محمد نے امام ہادیؑ کی سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں بڑھا چڑھا کر خبریں متوکل کو بھیجیں تو امام ہادیؑ کو اس کی خبر پہنچی تو حضرتؑ نے متوکل کو خط لکھا اور وضاحت کی کہ یہ سب بے بنیاد تہمتیں ہیں تو متوکل نے امام کے جواب میں جو خط لکھا وہ حضرتؑ کے فضائل وکمالات سے بھرا ہوا تھا اس خط میں متوکل نے حضرتؑ کو سامراء آنے کی دعوت دی، اس کے خط کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم: امابعد آپ کو بتادوں کہ امیرالمومنین آپ کے مقام ومنزلت سے آگاہ ہے اور حق قرابت کی رعایت کرتا ہے اور آپ کے حق کو ادا کردیا ہے۔ آپ کی نیز آپ کے خاندان کی مصلحت کے مطابق عمل کیا کرتا ہے اور آپ کے احترام وعزت کا خیال رکھتا ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد لکھتا ہے، امیرالمومنین (متوکل) عبداللہ ابن محمد کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد ابن فضل کو اپنا جانشین بنا کے بھیج رہا ہے اور اسے آپ کے ساتھ اچھے اور احترام آمیز برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے نیز اسے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے نظریات کا احترام کرے، اور آپ کی مخالفت سے اجتناب کرے کیوں کہ خداوند عالم اور امیرالمومنین کا تقرب ان ہی فرامین پر عمل کرنے کی صورت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہم امیرالمومنین آپ کے ساتھ ملاقات کے خواہش مند ہیں تا کہ نزدیک سے عرض

ادب کرسکیں۔ (شذرات الذہب، ج/۳،ص/۱۲۹)

عبدالحی ابن عماد حنبلی امام ہادیؑ کے اوصاف یوں بیان کرتا ہے:

''ابوالحسنؑ علی ابن محمدؑ ابن رضاؑ ابن موسیٰؑ ابن جعفر صادقؑ معروف بہ ہادیؑ امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک متقی وعبادت گذار امام تھے'' (اعلام الوریٰ، ج ۳ ص ۳۵۵)

طبرسی اسی مناسبت سے فرماتے ہیں:

اور امام ہادیؑ کے چند القاب درج ذیل ہیں:

نقی، عالم، فقیہ، امین، طیب۔ (اعلام الوریٰ)

سعید حاجب کو امام کے گھر کے بارے میں دی جانے والی خفیہ رپورٹوں کی تحقیق کے لئے امام کے گھر کی تلاشی کا حکم دیا گیا ان رپورٹوں میں کہا گیا تھا کہ امام کے گھر میں اموال اور اسلحہ موجود ہے اور حضرت سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

سعید حاجب کہتا ہے میں آدھی رات کو سیڑھی لگا کر حضرت کے گھر میں داخل ہوا تاریکی کی وجہ سے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کدھر جاؤں اس حالت میں اچانک امام علیؑ ابن محمدؑ نقیؑ نے مجھے آواز دی اور فرمایا: سعید ٹھہرو میں چراغ لے آتا ہوں۔ میں جب گھر میں داخل ہوا تو میں نے امامؑ کو اونی لباس پہنے ہوئے دیکھا حضرتؑ کے سر پر اونی ٹوپی تھی اور آپ چٹائی پر روبقبلہ بیٹھے تھے۔ (اعلام الوریٰ)

سبط ابن جوزی امام ہادیؑ کے متوکل کی طرف سے طلب کئے جانے کو یوں بیان کرتا ہے (جب متوکل کو امام کے گھر میں اموال واسلحہ کی موجودگی کی خبر ملی تو اس نے یحیی ابن ہرثمہ کو امام کے گھر کی تلاشی کی ذمہ داری سونپی اور کہا کہ حضرت کو سامراء لے آئے)

یحییٰ ابن ہرثمہ کہتا ہے میں مدینے پہنچا اور علی ابن محمد (امام علی نقیؑ) کے گھر میں داخل ہوا، اہل خانہ کی خوف سے چیخیں بلند ہوگئیں، چونکہ امام ہادیؑ کا لوگوں سے رویہ اور برتاؤ بہت اچھا تھا وہ ہمیشہ مسجد میں عبادت میں مشغول رہتے تھے اور ان میں حب دنیا نام کی کوئی چیز نہیں تھی لہٰذا میں نے قسم کھائی کہ ان کی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہچاؤں گا۔ اس کے بعد میں نے گھر کی تلاشی لی جس سے مجھے سوائے علمی کتب، قرآن اور دعاء کی کتابوں کے کچھ نہ ملا۔ اس چیز سے امام کی عظمت میری نظروں میں زیادہ ہوگئی، لہٰذا میں نے سوچا کہ بغداد تک خود حضرتؑ کے پابرکاب جاؤں جہاں تک ہوسکے امامؑ کے ساتھ ہمدردی اور احترام کا برتاؤ کروں۔ جب ہم بغداد پہنچے تو پہلے ہم بغداد کے والی اسحاق ابن ابراہیم کے پاس گئے اس نے مجھ سے کہا:

اے یحییٰ یہ رسول اکرمؐ کا بزرگوار بیٹا ہے۔ تمہیں پتا ہے کہ متوکل کیسا آدمی ہے اگر تم نے اسے امام کے خلاف ابھارا تو وہ امامؑ کو قتل کردے گا اس صورت میں قیامت کے دن رسولؐ خدا تیرے دشمن ہوں گے، یحییٰ کہتا ہے میں نے اسحاق سے کہا خدا کی قسم میں تو امام ہادیؑ کے ساتھ اچھائی اور ان کی خدمت کرتا رہا ہوں۔

اس کے بعد سامراء کی طرف چل پڑے پہلے ہم وصیف ترک کے وہاں گئے اور اسے میں نے امام ہادیؑ کے

پہنچنے کی خبر دی تو وصیف نے مجھ سے کہا کہ اگر ان کے سر کا بال بھی کم ہوا تو میں تم سے پوچھوں گا، یحیٰی کہتا ہے مجھے اس کی باتوں اور اسحاق کی باتوں میں مشابہت سے بڑا تعجب ہوا۔ جب میں متوکل کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے امام کی حالت کے بارے میں پوچھا، میں نے جواب دیا، امام ہادیؑ ایک نیک اور خوش اخلاق شخص ہیں۔ میں نے ان کے گھر کی تلاشی لی لیکن وہاں مجھے سوائے قرآن اور دعاؤں کی کتابوں کے کچھ نہ ملا، مدینہ والے امام کے بارے میں فکر مند تھے۔ اس کے بعد متوکل نے امام کی بہت عزت وتکریم کی اور ان کے آرام اور انھیں راضی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور امامؑ کو اپنے پاس سامراء میں ٹھہرالیا۔

(تذکرۃ الخواص، ابن جوزی۔ ص ۳۶۰)

سامراء میں بھی حکومتی گماشتوں نے امام کے گھر پر چڑھائی کی اور گھر کی تلاشی لی، سیرت لکھنے والوں نے اس حملے کے وقت امام کی حالت کے بارے میں یوں لکھا ہے، انھوں نے امام کے گھر پر حملہ کیا لیکن انھیں کوئی مشکوک چیز نہ مل سکی اس وقت امام ایک کمرے میں دروازہ بند کر کے زمین پر بیٹھے خداوند عالم کے ساتھ راز ونیاز میں مشغول تھے۔ اور تلاوت قرآن کریم کر رہے تھے۔

سبط ابن جوزی دوسری جگہ لکھتا ہے:

امام کو متوکل کے پاس اس حالت میں لایا گیا کہ جب وہ شراب خوری میں مشغول تھا۔ متوکل کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا اس نے امام سے کہا یہ لیجئے، تو امام نے فرمایا: خدا کی قسم آج تک میرا گوشت اور خون شراب سے آلودہ نہیں ہوا مجھے معاف رکھو تو متوکل بھی اپنے اصرار سے رک گیا پھر اس نے امام سے کہا ہمیں کوئی شعر سنائیں امام نے فرمایا: میں زیادہ شعر نہیں کہتا ہوں، متوکل نے اصرار کیا تو امام نے مجبوراً درج ذیل چند اشعار ارشاد فرمائے:

باتو علی قلل الا جبال تحرسهم
غلب الرجال فما اغنتهم القلل
واستنزلوا بعد عزمن معاقلهم
واسكنوا حفراً يابئس مانزلوا
ناداهم صارخ من بعد دفنهم
این الاساور والتيجان والحلل
این الوجره التی کانت منعمة
من دونهما اتضرب الاستار والكلل
فافصح القبر عنهم فيه سائله
تلك الوجوه عليها الدود يقتل
قد طال ماااکلوا دهراً شربوا
فاصبحوا بعد طول الا کل قد اکلوا

ترجمہ:

۱۔ انھوں نے بلند چوٹیوں پر گھر بنائے اور مسلح مردان کی حفاظت کرتے تھے۔ لیکن یہ چوٹیاں ان سے موت کو نہ ٹال سکیں۔

۲۔ اس عزت کے بعد انھیں ان کے قلعوں سے اتار لیا گیا اور انھیں قبر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا یہ کیسی بری منزل تھی۔

۳۔ ایک نادی نے قبروں میں ڈالے جانے کے بعد انھیں

ندادی کہاں ہیں وہ کنگن، تاج اور قیمتی لباس۔

۴۔ کہاں ہیں وہ نازونعم کے پروردہ چہرے جن کو پردوں کے پیچھے چھپایا جاتا تھا۔

۵۔ تو قبر نے اس سائل کو جواب دیا۔ یہ وہی چہرے ہیں جن پر کیڑے چل پھر رہے ہیں۔

۶۔ انھوں نے بڑی مدت کھا پی لیا۔ آج انھیں اس لمبی مدت تک کھانے کے بعد کھایا جارہا ہے۔

یہ اشعار سننے کے بعد متوکل اتنا رویا کہ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہوگیا اور حاضرین بھی اس حالت سے متأثر ہوکر خوب روئے۔

اس معتبر تاریخی حقیقت کے مطالعہ سے امام ہادیؑ کا زہد وعبادت اور لوگوں کی ان سے محبت واضح وآشکار ہوجاتی ہے، امام ہادیؑ ہمیشہ عبادت اور تلاوت کتابِ خدا میں مشغول رہتے تھے اور دنیا سے دور رہتے تھے امام کی یہ خصوصیتیں ہر خاص وعام پر روشن تھیں اور دوست ودشمن مانتے تھے۔

جو روایات واحادیث حضرت ہادیؑ سے فقہ اور اسلامی معارف کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ حضرتؑ کی عظیم شخصیت پر بہترین گواہ ہیں۔

☆☆☆

علیؑ کعبہ میں ہے

ندیؔ الہندی

مہر بھی حیرت میں ہے وہ روشنی کعبے میں ہے
عرش پر ہے گفتگو ختم النبیؐ کعبے میں ہے
آسمانی مسئلہ ہے فاطمہ مجبور ہیں
اک علیؑ کے حکم پر ہی اک علیؑ کعبے میں ہے

زورِ علیؑ

شبیب اکبر اثیرؔ جائسی

کعبے میں حیدرؑ نے جانے کیا کہا
بت بھی مولا کے موید ہوگئے
یہ بھی ہے زور ید اللہ کا اثر
ٹوٹ کر سارے موحد ہوگئے